

دُکھ اُٹھانے والا مسیح، سیراب ہوا
 نمبر 3465
 ایک منادی
 شائع شدہ: جمعرات، 1 جولائی، 1915
 بیان شدہ: خُداوند کے دن کی شام، 29 مارچ، 1868
 واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجن

”وہ اپنی جان کی مشقّت کا پہل دیکھے گا اور سیراب ہوگا۔ اپنے علم سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائے گا۔“
 (پسعیہ 11:53)

ان الفاظ میں خُدا باپ اپنے بیٹے کی بابت کلام فرماتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ اُس نے جانفشانی کی ہے، اس لیے اُسے ایک تسلی بخش اجر عطا کیا جائے گا۔ کیسی دل آویز حقیقت ہے کہ نجات کی تدبیر میں تثلیثِ اقدس کے ہر شخص کی ہم آہنگی! شراکت پائی جاتی ہے

ایسا ہی خَلقِ عالم کے وقت ہوا۔ باپ نے فرمایا، ”روشنی ہو“ اور روشنی ہوگئی۔ لیکن ہم ازلی بیٹے کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ ”جو کچھ بنا وہ اُس کے بغیر نہ بنا۔“ اور رُوحِ خُدا کا واضح ذکر ہے جو پانیوں کی سطح پر جنبش کرتا تھا، اور افراتفری سے نظام کو وجود میں لایا۔

باپ، بیٹا اور رُوح، سب نے کائنات کی تخلیق میں حصّہ لیا، اور جب انسان کو بنایا گیا تو یہ پیارا ارشاد سُنائی دیا، ”اُو ہم انسان کو اپنی صورت پر، اپنی شبیہ میں بنائیں۔“

یوں ہی نجات کے کام میں بھی۔ باپ نے اپنے لیے ایک قوم کو چُن لیا۔ اسی قوم کو اُس نے بیٹے کے سپرد کیا۔ اور انہی لوگوں کے لیے اُس نے اپنے اکلوتے کو نجات بخشنے کے لیے عطا فرمایا۔ باپ کے کثرت سے بھرپور فضل سے نجات چُننے گئے لوگوں تک پہنچی، مگر یہ سب یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے، کیونکہ وہی ہر جگہ مُنجی ہے۔

ہم اُس کے بیش قیمت خون کے وسیلہ سے مخلصی پاتے ہیں۔ وہی ”بہت سے بیٹوں کو جلال میں لے جانے“ والا ہے، اور وہی ”ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا“ ہے۔ تاہم یہ سب کچھ رُوحِ اقدس کے بغیر نہیں، کیونکہ مُبارک رُوح فیض سے جھک کر، مسیح کی باتیں ہمیں ظاہر کرتا ہے۔

جو کچھ خُدا مقرر کرتا ہے، رُوح اُس پر عمل کرتا ہے۔ جو کچھ بیٹا خریدتا ہے، رُوحِ اقدس اُسے ہم تک پہنچاتا ہے۔ وہی ہمیں مقدسوں کی میراث کے شراکت دار بننے کے لائق بناتا ہے، اور جب ہم لائق ٹھہرتے ہیں تو ہمیں جلالی بیٹے کے ہاتھ سے اُس میراث میں داخل کیا جاتا ہے، اور ہم خُدا باپ کے ابدی تخت کے سامنے پہنچائے جاتے ہیں۔

اے ایماندار بھائیو! اپنے نجات دہندہ خُدا کی ذات پر زیادہ غور و تَفکّر میں بسر کرو۔ باپ، بیٹے اور رُوحِ اقدس کو تمجید دو۔ اُس منادی سے بچو جو ان مبارک شخصیتوں میں سے کسی ایک کی توہین کرے، اور ایسی تعلیم میں ترقی پاؤ جو باپ، بیٹے اور رُوح کو یکساں جلال دیتی ہے، اور تمہارے دلوں کو ”خُداوند یسوع مسیح کے فضل، خُدا باپ کی محبت، اور رُوحِ اقدس کی رفاقت“ میں لے آتی ہے۔

یہ پیش لفظ ہونے کے بعد، اب ہم براہِ راست اِس آیت کی طرف متوجہ ہوں گے، اور اِس کے الفاظ اور مفہوم دونوں کو لے کر غور کریں گے۔

باپ اپنے بیٹے کی بابت فرماتا ہے:
 ”وہ اپنی جان کی مشقّت کا پہل دیکھے گا اور سیراب ہوگا۔“

سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے

I

ہمارے خُداوند کی ادیتیں اور مصائب، جن کے وسیلہ سے اُس نے ہمارے گناہوں کا کُفارہ دیا :

یہ آیت انہیں ”اپنی جان کی مشقت“ کہہ کر بیان کرتی ہے۔ تم اس لفظ ”مشقت“ کا مفہوم جانتے ہو۔ میں اسے زیادہ وضاحت سے بیان نہ کروں گا، بلکہ اُس مصور کی مانند پیش آؤں گا، جس نے اگیمی نون اور اُس کی بیٹی اِجینیا کی قربانی کا منظر کھینچا

مگر جب باپ کے چہرہ پر غم کو ظاہر کرنے کا وقت آیا، تو اُس نے چہرے پر پردہ ڈال دیا، کیونکہ وہ اس دکھ کو مکمل طور پر بیان نہ کرسکا، اس لیے چہرے کو نرمی سے ڈھانپ دیا۔

آئیے ہم بھی اُسی طرح کریں۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ جب کبھی پاک نوشتوں میں ایک مؤثر اور شدید لفظ درکار ہو، تاکہ خوف، جان لیوا دُکھ، پریشانی اور ہراس کو بیان کیا جا سکے، تو وہاں ”مشقت“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر، جب بادشاہوں نے کوہ صیّون کو دیکھا اور جانا کہ وہ اُن کی یورش سے محفوظ ہے، تو کلام کہتا ہے: ”وہاں اُن پر دہشت طاری ہوئی، اور دردِ زہ کی مانند کرب اُن پر چھا گیا۔“

اور جب نبی نے بابل کے لوگوں کا حال بیان کیا، جب اُن کا شہر تباہ کیا گیا—تو اُس نے انہیں ایسے پیش کیا ”گویا وہ دردِ زہ میں مبتلا ہوں۔“ یہ ایسا اندرونی غم ہے جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا، ایک ایسا طوفان جو باطن میں اُٹھتا ہے، یہاں تک کہ یوں دکھائی دیتا ہے گویا فطرت کی تمام ترتیب لرزاں ہو کر فنا کے دہانے پر کھڑی ہے۔

غور کیجیے، متن میں ہے: ”اُس کی جان کی مشقت۔“ ہم مسیح کے جسمانی دُکھوں کی برگز تحقیر نہیں کرتے، تاہم بجا فرمایا گیا ہے کہ ”مسیح کی جان کی ادیتیں ہی اُس کے دُکھوں کا مغز تھیں۔“

اے بھائیو، مسیح کی ظاہری ادیت میں بھی کچھ ایسی گہرائی ہے کہ جب بعض الٰہیات دان اُسے ہلکے پن سے بیان کرتے ہیں، تو میرے کانوں میں سنسنی دوڑ جاتی ہے اور میرا دل غیظ سے جل اُٹھتا ہے۔

کیا کوئی گتسمنی کے باغ میں اُس کے خونین پسینے کو معمولی جانے؟ کیا ہیروڈیس اور پیلطس کی طرف سے اُس کی کوڑے مارنے کو معمولی سمجھے، جب خون آلود چابکوں نے اُس کے پاک جسم سے خون کے قطرے نچوڑ لیے؟ کیا تمہیں اُس کی رسوائی، تھوکنے، اور کانٹوں کے تاج کی کوئی پروا نہیں؟

اے لوگو! کیا تم جرأت کرو گے کہ اُس کے ہاتھوں اور پاؤں کے چھیدے جانے، اُن زخموں سے پیدا ہونے والے تپِ شدید، اُس پیاس جو بخار اور جھلستی دھوپ نے اور بڑھا دی، اور اُس کرب کی جو اُس وقت ہوئی جب پاؤں بدن کا بوجھ نہ سہہ سکے اور کیلیں نسوں کو چیرنے لگیں—ان سب کو حقیر جانو؟ کیا یہ سب کچھ بے معنی ہے؟

خُدا نہ کرے، اے بھائیو! ہم مانتے ہیں کہ مسیح کے جسم نے پورے طور پر عذاب برداشت کیا۔ ”اُس کی مار کھانے سے ہم نے شفا پائی۔“ اُس کے کوڑوں اور جسمانی عذابوں کے ذریعے ہمیں کم از کم اُس شفا بخش مرہم کا ایک حصّہ ملا جو گناہ کی بیماری کو دور کرتا ہے۔

ہم نے بدن میں گناہ کیا، لہٰذا مسیح کو بدن میں کفارہ دینا پڑا۔ ہمارا گوشت گناہ آلود تھا، اس لیے اُس کا پاک گوشت بھی دُکھ اُٹھائے بغیر نہ رہ سکا۔ اگر ہم فقط رُوح ہوتے اور گناہ فقط رُوح میں ہوتا، تو ممکن تھا کہ ایک رُوح ہمارے لیے کفارہ دیتا—ایک جسم سے خالی جان، مکمل قربانی بن سکتی تھی۔

مگر ہم آدم کی نسل سے ہیں، ہم اب بھی مٹی کا جسم پہنے ہوئے ہیں، اور جیسے ہم نے بدن میں گناہ کیا، ویسے ہی نجات دہندہ کو اپنے ہاتھوں، پاؤں، پیشانی اور جسم کے ہر حصّے میں دُکھ اُٹھانا پڑا، تاکہ ہماری خطا کا کفارہ دیا جا سکے۔

تاہم، ”اُس کی جان کی مشقت“ ہی اصل امر ہے، اور یہی بات متن میں بیان کی گئی ہے۔ اے کاش کوئی سونے کی نانپے کی لکڑی ہوتی، جس سے میں اس شہر کو ناپ سکتا، یا کوئی گہرا پیمانہ ہوتا، جس سے میں اُس ادیت کی گہرائی ناپ سکتا جو میرے سامنے ہے! یسوع مسیح نے ایسے دُکھ اُٹھائے کہ اُن کا ادراک میرے لیے نا ممکن ہے، اور انہیں تم تک لفظوں کے ذریعہ پہنچانا بھی میری قدرت سے باہر ہے۔

پھر بھی، دو فکری نکات ایسے ہیں جو ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ—ہمارے خُداوند کی فطرت کامل تھی۔ ذرا ایک لمحہ ٹھہرو اور سوچو۔ ہمارا خُداوند ہر طرح کے گناہ یا گناہ کی طرف رجحان سے بالکل پاک تھا—پھر بھی وہ اس دُنیا میں آیا، اور گناہگاروں کے درمیان رہا—تو لازم ہے کہ اُسے ایک ایسی ادیت سہنی پڑی ہو، جس سے تم اور میں ناواقف ہیں، سوائے ایک ہلکی سی جھلک کے۔

اب ذرا غور کرو—چونکہ مسیح کامل تھا، وہ ہمدردی کی اُس سطح پر پہنچ سکتا تھا، جس کا ہمیں محض ایک ادراک ہے۔

کبھی کبھار ہمیں اگر کسی اسپتال سے گزرنا پڑے، تو وہ بھی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں، اگر مجھے ایک دن کسی آپریشن تھیٹر میں گزارنا پڑے، تو وہ میری زندگی کا نہایت دکھ بھرا دن ہوگا۔ شاید میں چند ہی لمحوں میں وہاں سے نکال دیا جاؤں، لیکن اگر مجھے رکنا پڑے، اور اپنے ہم نوع انسانوں کو جراحی کے نیچے دیکھنا پڑے—چاہے وہ کتنی ہی نرمی اور حکمت سے کیوں نہ ہو—تو میرے لیے یہ قیامت بن جائے۔

تم میں سے بعض نے کبھی بدترین غربت کے مناظر نہ دیکھے ہوں گے، لیکن اگر تمہیں اُن جگہوں پر لے جایا جائے جہاں لوگ بھوک سے مرتے ہیں—اگر ابھی تمہیں اڑیسہ بھیج دیا جائے، یا الحیریا کے قحط زدہ علاقوں میں کچھ عرصہ رہنے پر مجبور کیا جائے، یا یہاں اِس عظیم مگر غربت زدہ شہر کے کچلے ہوئے علاقوں میں کچھ وقت بسر کرنا پڑے—تو تمہیں یہ ایک عظیم اذیت محسوس ہوگی۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں، جب کبھی ہمارے سامنے چند مفلس و مجبور لوگ آتے ہیں جن کی ہم اعانت کر سکتے ہیں، اور پھر ویسے ہی کچھ اور آتے ہیں جن کی ہم مدد نہیں کر سکتے—تو یہ زندگی کی سخت اذیتوں میں سے ایک ہے۔ یہ اُن بدترین آلام میں سے ہے جنہیں ایک آدمی کو برداشت کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایسا نمایاں ہو جائے کہ ہر طرح کی بُری حالت اُس کے قدموں کے گرد جمع ہو جائے، اور پھر بھی وہ اُس کا مداوا نہ کر سکے۔

اب ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے نجات دہندہ کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُن سب کو آرام دے، مگر اُن مصیبتوں کا جو آدمی نے اپنے گناہوں کے سبب اپنے اوپر لا دیں، بار بار اُس کے حضور پیش ہونا، ضرور اُس کے نرم دل اور ہمدرد دل کو چھینتا ہوگا—گویا غم کے تیر اُس کے باطن میں گھس جاتے تھے۔

پھر بھی، اُس نے ہماری کمزوریوں کو اُٹھا لیا اور ہمارے غموں کو اُٹھائے پھرا، اپنی تمام عمر بھر۔

مگر اس سے بھی بڑھ کر کچھ تھا۔ ہمارا خُداوند چونکہ کامل تھا، تو جب بھی وہ روزمرہ زندگی میں گناہگاروں سے متعارف ہوتا، اُس کا پاک دل ضرور کانپ اُٹھتا ہوگا۔ ایک نیک و پرہیزگار آدمی کو شرابیوں، بے حیائوں، اور لعنت بیانی کرنے والوں کے بیچ قید کر دینا—تو اُس کے لیے کون سی اور دوزخ ہوگی؟ کیا ایسا نہ ہوگا کہ وہ سانپوں اور درندوں کے بیچ رہنے کو ترجیح دے؟

اب وہ جھرجھری، جو ایک پاکباز کو بے حیائی کے گیت سن کر محسوس ہوتی ہے، یا ایک مقدس دل کو جب وہ کفر اور خداوندِ اعلیٰ کی ہتک آمیز باتیں سننے پر مجبور ہو—وہی کیفیت بدرجہ اتم مسیح کے پاک اور حساس دل میں موجود تھی۔

جہاں کہ وہ جاتا، یا تو محصول لینے والوں کی بے راہ روی کو دیکھتا، یا فریسیوں کی ریاکاری، یا صدوقیوں کی بے اعتقادی، یا فقیہوں کی رسم پرستی۔ ایک قدم بھی وہ ایسا نہ اُٹھاتا جس پر کوئی رنج نہ ہوتا۔

یہاں تک کہ اُس کے اپنے شاگرد بھی—صرف جہالت سے نہیں، بلکہ اُس سے بڑھ کر—اُسے دل کی گہرائیوں تک چیر دیتے تھے، یہاں تک کہ اپنی زندگی بھر اُسے جان کی مشقت اُٹھانی پڑی۔

مگر جس بات پر میں تمہیں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے: وہ ایسا کامل ہستی تھا، اور پھر بھی اُس پر گناہ لا دیا گیا—سوچو، یہ کیا واقعہ ہوگا!

میں احتیاط اور سنجیدگی سے کہنا چاہتا ہوں—یسوع مسیح کبھی گناہگار نہ تھا، نہ ہو سکتا تھا، اُس پر کبھی گناہ نہ تھا۔ ”اُس میں گناہ نہ تھا۔“ مگر اُس کی قوم کے گناہ اُس پر ڈالے گئے، جیسا کہ یہ الفاظ فرماتے ہیں: ”خُداوند نے ہم سب کی بدکرداری اُسی پر لا دی۔“

کیا ہی خوفناک کلام ہے! ”اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لیے۔“ اِس باب میں تین یا چار بار اِس کا ذکر آتا ہے کہ خُدا نے انسان کے گناہ درحقیقت مسیح پر رکھ دیے۔

اب سوچیے، کیسا بوجھ ہوگا اُس کے لیے! کتنی اذیت ہوگی کہ گناہ آ کر اُس مقدس ترین جان کے ساتھ ٹکرا جائے! تم نہیں جانتے کہ اِس خیال میں کیسی دوزخ پنہاں ہے کہ گناہ مسیح پر رکھ دیا گیا۔

خود سوچو۔ تم آج شب قتل جیسے جرم سے بالکل بری ہو۔ مگر فرض کرو کل تمہیں عدالت میں پیش کیا جائے اور قتل کا مجرم ٹھہرایا جائے۔ تو تم کیا محسوس کرو گے؟ تم کہو گے کہ تمہاری بے گناہی تمہیں تھامے رکھے گی، اور یہ سچ بھی ہوگا۔ لیکن پھر بھی، کیا شرمندگی ہوگی کہ عام ہجوم کے سامنے تم کھڑے ہو اور تم پر ایک سنگین جرم کا الزام ہو۔

اور فرض کرو کہ تم نے وہ جرم نہ کیا ہو، مگر کسی مصلحت یا اعلیٰ مقصد کے سبب تمہیں اُس جرم کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے؟ کیا تم تصور کر سکتے ہو کہ تمہیں کتنی طاقت درکار ہوگی کہ اپنی زبان کو انکار سے باز رکھو، اور بھیڑ کے سامنے بھیڑ کی مانند چپ رہو؟

کیا تم تصور کر سکتے ہو کہ تمہیں موت کی سزا سنائی جائے، حالانکہ گناہ تمہارا نہ ہو، مگر کسی عظیم محبت کے باعث جو تمہیں دوسرے سے ہو، تم اُس سزا کو قبول کرو؟ اور اب ایک اور بات شامل کرو۔ تمہیں عدل کے تحت سزا دی جا رہی ہو، حالانکہ تم ذاتی طور پر بے گناہ ہو۔

کیا تم تصور کر سکتے ہو کہ تم موت کے تختے کی سیڑھیاں لرزتے ہوئے چڑھو، اُس خوفناک مجمع کا سامنا کرو جو پھانسی کے منظر کے لیے جمع ہو، اور اُن کی کوئی نظر تم پر رحم نہ کرے، بلکہ سارا ہجوم تمہارا مذاق اڑائے، تم پر انگلیاں اٹھائے، ”تم پر طعنہ کرے اور کہے: ”اس نے خُدا پر توکل کیا، اگر وہ اُس سے خوش ہے تو اُسے رہائی دے۔“

موت تو شاید تم برداشت کر لو، جیسے شہیدوں نے کی، مگر وہ موت جس پر قانوناً گناہ کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہو۔ اُسے کون برداشت کر سکتا ہے؟

اے میرے عزیزو، کون بیان کر سکتا ہے اُس ہولناکی کو جو ہمارے نجات دہندہ پر طاری ہوئی، اور کس قدر سچ تھا اُس کا یہ ”کہنا: ”میری جان موت تک نہایت غمگین ہے۔“

پاک ایک، گناہگاروں کی جگہ میں۔

ایک فرشتہ، اندھیر کوٹھری میں۔

—آسمان کا خُدا، انسانی جسم میں چھپا، تا کہ مجرم کی مانند صلیب پر لٹکایا جائے

رُک جاؤ اور کانپ جاؤ جب تم یہ سوچو، اور اگر تم کر سکو، تو ذرا سا تصور کرو کہ اُس کی جان پر کیسا رعب چھایا ہوگا۔

پر میرے پاس ایک اور ترازو کی ٹور ہے، جس سے، اگر رُوحُ اللہس ہماری مدد فرمائے، تو شاید ہم اس گہرائی کو بہتر طور پر ناپ سکیں۔ اے پیارو، ذرا غور کرو کہ ہمارے گناہوں کے کیا نتائج ہونے چاہیے تھے۔ یہ کلام مقدس کی بالیقین تعلیم ہے کہ ایک ہی گناہ خُدا کے ہاتھ سے موت کا سزاوار ہے۔ گناہ کی چنگاریاں ہی جہنم کو بھڑکا دیتی ہیں۔ پس تُو کیا سزاوار ہے جس نے دس ہزار بار دُہرا کر بھی گناہ کیا؟

اور مسیح فقط تیرے لیے نہ مرا۔ وہ اُس بڑی جماعت کے لیے مرا جسے کوئی آدمی شمار نہیں کر سکتا۔

تو اب، ایک انسان کے گناہ کی سزا کو اُس بے شمار خلقت کے گناہوں سے ضرب دے، جو اب تخت کے سامنے کھڑی ہے، اور اُن سے بھی بڑھ کر جو ابھی وہاں پہنچنی باقی ہے۔

اب میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ مسیح نے بالکل اُتنا ہی دُکھ اُٹھایا جتنا اُن سب کو اپنے گناہوں کے سبب اُٹھانا چاہیے تھا، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ جو کچھ اُس نے خُدا کو پیش کیا وہ عدل کی تلافی کے لیے اُن سب کے ممکنہ عذاب سے بھی بڑھ کر تھا۔ کیونکہ اگر وہ تمام برگزیدہ لوگ، ابدالآباد جہنم میں پڑے رہتے، تو اُن کا قرض دس ہزار بار دہرائے گئے سالوں کے بعد بھی ادا نہ ہوتا۔

اور پھر بھی، اُس ایک انسان نے اپنے آپ کو ایک قربانی کے طور پر دے کر اُن سب کے گناہوں کو، اور اُن سب کی سزا کو، یکسر مٹا دیا جن کے لیے اُس نے اپنا خون بہایا۔

یہ ایک اعلیٰ بھید ہے! فرشتوں کے ذہن بھی اُس قربانی کی بلندیوں، گہرائیوں، درازیوں، اور چوڑائیوں تک رسائی نہ پا سکیں گے۔ کیا تُو اُسے سمجھنے کی کوشش کر سکتا ہے؟ کر سکتا ہے، مگر بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ انسانی زبان سے بالاتر ہے! —وہ مشقت جو فدیہ دینے والے کی جان نے اُٹھائی

اب میں تجھ سے التماس کرتا ہوں کہ تُو اپنے خُداوند کو اُس کی شدید اذیتوں اور دِل شکن رنجشوں میں یاد کرے۔ اُسے باغ میں گِرا ہوا دیکھ، جہاں وہ تیرے واسطے خون کے بڑے بڑے قطرے پسینے میں بہاتا ہے۔

اُسے پیلاطُس اور ہیروڈیس کے ہاتھوں اذیت پاتے دیکھ، اور پھر دیکھ اُسے—شکستہ دِل کے ساتھ—لعنتی درخت کی طرف چڑھتے، جہاں وہ ہمارے لیے لعنت ٹھہرایا گیا تاکہ ہم خُدا میں اُس کی راستی بن جائیں۔

اب ہمیں آگے بڑھنا ہوگا کہ ہم یہ دیکھیں کہ

||

خُداوند کی مصیبت اُٹھانے سے یقینی نتائج حاصل ہوئے۔ :

ازلی باپ فرماتا ہے: "وہ اپنی جان کے دکھ کا پہل دیکھے گا"—یعنی وہ اُس مشقّت کا نتیجہ دیکھے گا۔ یسوع زندہ ہے؛ اُس کی جان کی مشقّت اُسے ہلاک کرنے کو کافی تھی، پر وہ اپنی مشقّت کو پھر یاد نہیں کرتا، کیونکہ اُس کے وسیلہ سے جو مبارک پہل دنیا میں آیا ہے اُس کی شادمانی اُسے سب دکھ بھلا دیتی ہے۔ وہ آج شب آسمان سے نیچے نظر کرتا ہے، بلکہ جب سے وہ آسمان پر چڑھا، تب سے اُس کی نظر اُس میٹھے حاصل پر ہے جو اُس کی اذیتوں اور رنج و غم کا ثمر ہے۔

اب اس امر کو غور سے ملاحظہ کر۔ یہ بات ہمیشہ ہمارے نزدیک ظاہر ہوئی ہے، اور غالباً تجھے بھی معقول دکھائی دے گی، کہ اگر یسوع مسیح اپنی جان کی مشقّت کا پہل دیکھ کر آسودہ ہو گا، تو پھر جو کچھ اُس نے اپنی جان دینے وقت مدنظر رکھا، وہ اُسے ضرور حاصل ہوگا۔

یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں، کیونکہ اگر یہ لکھا ہے، "وہ اپنی جان کی مشقّت کا پہل دیکھے گا اور آسودہ ہو گا"، تو پھر وہ کیونکر آسودہ ہو سکتا ہے اگر اُس کی محنت، بلکہ اُس کی موت تک کی محنت کا مکمل نتیجہ اُسے نہ ملے؟

اگر ایک آدمی مر کر وہ کچھ حاصل نہ کرے جس کے لیے وہ مرا، تو وہ آسودہ نہیں ہو سکتا—جب تک کہ وہ اپنی نیت کو تبدیل نہ کرے، اور یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ اُس کی پہلی نیت غلط تھی۔

کیا تُو اس بات کا مفہوم سمجھتا ہے؟ پس یسوع مسیح نے صلیب پر سب انسانوں کو بچانے کا قصد نہ کیا تھا۔ یہ درست نہیں کہ اُس نے تمام نوع انسانی کو نجات دینے کی نیت سے جان دی۔

مگر یہ بات برحق ہے—کہ مسیح اس لیے مرا کہ ہر انسان کو مہلت ملے، اور وہ مہلت پاتے ہیں۔ تُو آج شب یہاں بیٹھا ہے اُس کی موت کے نتیجہ کے طور پر، اور اسی معنی میں وہ "ہر انسان کے لیے موت کا مزہ چکھا"۔

وہ اس لیے بھی مرا کہ ہر انسان کو خوشخبری سنائی جائے، اور یہ سچا اعلان کیا جائے کہ جو کوئی یسوع مسیح پر ایمان لائے گا، نجات پائے گا۔

میں آج کی رات، دس ہزارویں بار، تجھ سے یہی خوشخبری بیان کرتا ہوں—کہ اگر تُو یسوع مسیح پر ایمان لائے گا، تو تُو نجات پائے گا۔

اور یہ انجیل صرف کچھ لوگوں تک محدود نہیں بلکہ "ہر مخلوق کو جو آسمان کے نیچے ہے" سنائی جائے گی۔ اور اس پیغام کی عالمگیر منادی، مسیح کی موت کا ثمر ہے۔ اور اسی معنی میں اُس نے "ہر انسان کے لیے موت کا مزہ چکھا"۔

لیکن خبردار رہ، اُس نے کسی کے لیے کفارہ نہ دیا، سوا اُن کے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں یا ایمان لائیں گے۔

وہ اُن کے لیے دُکھ اُٹھایا جو اُس پر توکل رکھتے ہیں؛ پر اگر تُو اُس پر بھروسا نہیں کرتا، تو تیرا اس معاملہ میں کوئی حصہ یا میراث نہیں۔ اُس نے تجھے بچانے کی کوئی نیت نہ کی۔ اگر اُس نے کی ہوتی، تو نہ تُو، نہ شیطان، اُس کے ارادہ کو ناکام بنا سکتے۔

"مگر یہی اُس کا منصوبہ ہے: "کیونکہ خُدا نے دنیا سے ایسا محبت رکھی کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یہی اُن لوگوں کی پہچان ہے جن کے لیے مسیح مرا—یعنی وہ اکر یسوع پر توکل کرتے ہیں۔ اسی "کھلے نشان" سے وہ پہچانے

جاتے ہیں جو خون سے خریدے گئے، اور وہ جدا کیے جاتے ہیں جو اب تک ناپاک و غیر نجات یافتہ لوگوں کی بھیڑ میں ہیں۔
یعنی وہ جو یسوع پر ایمان لاتے ہیں۔ اُس نے ہمیں انسانوں میں سے چُھڑا لیا۔

اُس نے اپنی کلیسیا سے محبت رکھی اور اُس کے لیے اپنا بیٹا دے دیا۔ نیک چرواہا اپنی بھیڑوں کے لیے جان دیتا ہے۔
جو کچھ باپ اُسے دیتا ہے، وہ اُس کے پاس آئے گا؛ اور جو اُس کے پاس آتا ہے، اُسے وہ ہرگز خارج نہ کرے گا۔
پس ہمیں علم ہے، بلکہ یقین ہے، کہ مسیح نے اپنی موت کے ذریعے جو کچھ ارادہ کیا، وہ اُسے ضرور حاصل ہوگا۔

اور اے عزیزو! ہمارے لیے جو انجیل کی منادی کرتے ہیں، یہ کتنی بابرکت تسلی ہے کہ ہم یہ پیغام رائیگاں نہیں سناتے، نہ ہی
اندازے سے یا قرعہ ڈالنے کے مانند لوگوں کی جانوں کے لیے بولتے ہیں۔
اُس نے اُنہیں خرید لیا ہے اور وہ اُنہیں ضرور حاصل کرے گا۔ وہ اُسے ازل کے ارادہ میں دیے گئے، اور وہ اُنہیں لے آئے گا،
خود اپنی غیرمغلوب فیض کی قدرت سے اُنہیں شیر کے جیڑوں سے نکال لے گا۔

جب کوئی گناہگار اُس کے لباس کے دامن کو چھو لیتا ہے اور اُس میں سے نکلی ہوئی قدرت کو پالیتا ہے، تب مسیح اپنی جان کی
مشقّت کا پھل دیکھتا ہے۔

جب مقدسین فیض میں ترقی کرتے ہیں، جب وہ روحانی زندگی میں پیش قدمی کرتے ہیں، تو وہ آسودہ ہوتا ہے۔
اور سب سے بڑھ کر، جب وہ ایک ایک کر کے چمکتے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے موتی کے پھاٹکوں میں داخل ہو کر آرام
پاتے ہیں، وہ اُس وقت خوشی سے بھر جاتا ہے۔
وہ اُس وقت مکمل طور پر آسودہ ہوگا جب تمام برگزیدہ جماعت شفاف شیشے کی مانند سونے کی گلیوں پر ہوگی، اور بغیر کسی
آواز کے فقدان کے اُس آسمانی نغمہ میں پکار اٹھے گی
"اُس کے لیے جو ہم سے محبت رکھتا ہے، اور اپنے خون سے ہمیں ہمارے گناہوں سے دھو چکا، اُس کی تمجید ابدالآباد ہو"

اے عزیز بھائیو اور بہنو! ان کلمات سے ایک دوسرے کو تسلی دو، کہ مسیح اپنے خاصوں کو ضرور حاصل کرے گا۔
وہ اپنی جان کی مشقّت کا پھل دیکھے گا اور آسودہ ہو گا۔

پھر اُس سرخ غلّ کو بلند کرو
!اے صلیب کے نقیبو! نرسنگا پہونکو
!دوزخ کی فوجوں کو للکارو

تُہمیں جدید عقلیت پسندی یا نئے رُوپ کے پائائیت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔
نہ ناقدین کے طعنوں سے خوف کرو، نہ جاہلوں کے مذاق سے، نہ ظالموں کی دھمکیوں سے
کیونکہ اُن میں سے کوئی بھی اُس غلّ کو اپنے پاؤں تلے روند نہیں سکتا۔

بادشاہ کوہِ صیّون پر تخت نشین ہے،
وہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے اور اُسی کی مشیت قائم رہتی ہے۔
کیا وہ کہے گا اور کرے گا نہیں؟
کیا وہ ارادہ کرے گا اور اُسے انجام نہ دے گا؟
تمہارے سروں کے اوپر، قضا کے نرسنگے کی مانند، بہوواہ کے کلمات گونج رہے ہیں
"جس پر رحم کرنا چاہوں، اُس پر رحم کروں گا، اور جس پر ترس کھانا چاہوں، اُس پر ترس کھاؤں گا۔"

وہ آسمانی لشکروں میں بھی اور زمین کے باشندوں میں بھی جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے۔
وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔
وہ اپنی عمر کو دراز کرے گا
اور خُداوند کی مرضی اُس کے ہاتھ میں انجام کو پہنچے گی۔

مگر اب ہمیں آگے بڑھنا ہے۔
نجات دہندہ کے دُکھ اُٹھانے کا ایک نتیجہ کلامِ پاک میں یوں بیان ہوا ہے
"میرے صادق بندہ اپنے علم کے وسیلہ سے بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا۔"

میرے موعظہ کا پہلا حصہ ایمان داروں سے مخاطب تھا۔
اب میں چاہتا ہوں کہ بے ایمان بھی میری آواز سنیں۔

کیا تُو جانتا ہے کہ "راستباز ٹھہرایا جانا" کیا ہوتا ہے؟
—یہ مطلب ہے، سادہ لفظوں میں، راستباز بنایا جانا

خُدا کے نزدیک یوں قبول کیا جانا گویا تُو ہمیشہ ہی راستباز رہا ہو۔
حالانکہ تُو کبھی راستباز نہ تھا بلکہ نہایت دور پڑا ہوا۔
تُو نے وہ کچھ کیا جو تجھے نہ کرنا چاہیے تھا۔

اب اگر تجھے کبھی نجات پائی ہے
تو خُدا کے حضور تجھے راستباز ہونا پڑے گا۔

اور تُو کیونکر راستباز ٹھہر سکتا ہے؟
—واحد راہ وہی ہے جو اِس آیت میں لکھی ہے
"اپنے علم کے وسیلہ سے میرے صادق بندہ بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا۔"

،کیا؟" کوئی کہتا ہے "
"امیں سمجھا تھا کہ ہم اپنے اعمال سے پاکیزہ بنتے ہیں"
،نہیں، اپنے اعمال سے نہیں
بلکہ جو تُو جانتا ہے، اُس کے وسیلہ سے۔

لیکن میں تو بہت سی باتیں جانتا ہوں،" کوئی کہتا ہے۔"
کیا تُو یسوع مسیح کو جانتا ہے؟
تُو کہتا ہے کہ تُو اُس کے بارے میں جانتا ہے۔
کیا تُو یہ جانتا ہے کہ وہ گناہگاروں کو نجات دینے کے لیے دنیا میں آیا؟
کیا تُو جانتا ہے کہ تُو ایک گناہگار ہے؟
اور کیا تُو یہ بھی جانتا ہے کہ اگر تُو اُس پر اپنی ذات کو ڈال دے، تو وہ تجھے بچائے گا؟

ہاں، ہم تو یہ سب جانتے ہیں،" تُو کہتا ہے۔"
مگر میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ کیا تُو اِسے دل سے جانتا ہے؟
کیا یہ علم تیرے لیے فقط عام خبر ہے یا یہ تیرے دل کی آزمودہ حقیقت ہے؟

دوسرے الفاظ میں، کیا تُو اُس پر توکل کرتا ہے؟
کیا تُو اُسے اِس درجہ جانتا ہے کہ اُس پر ایمان رکھے؟
،جب تُو کسی کو خوب جانتا ہے
اگر وہ نیک ہو، تو تُو اُس پر بھروسا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

تو کیا تُو مسیح کو ایسی معرفت سے جانتا ہے کہ اُس پر بھروسا کر سکے؟ اگر تُو جانتا ہے، تو تُو راستباز ٹھہرایا جائے گا۔
یعنی خُدا تجھ سے ایسا برتاؤ کرے گا گویا تُو کامل طور پر راستباز ہے، اور تجھ پر نظر کرے گا گویا تُو نے ساری عمر کبھی
گناہ کیا ہی نہیں۔
اور وہ تجھے برکت دے گا اور آسمان میں لے جائے گا گویا تُو ماں کے پیٹ سے لے کر پاک دامن رہا ہو۔

"مگر کیا مجھے کچھ کرنا نہیں ہوگا؟"

کچھ بھی نہیں۔

"کیا مجھے کچھ محسوس نہیں کرنا ہوگا؟"

کچھ بھی نہیں۔

عمل اور محسوسات بعد میں آئیں گے — راستباز ٹھہرائے جانے کی راہ، جاننے کے وسیلہ سے ہے۔

پھر میں کیسے جان سکتا ہوں؟" کوئی کہتا ہے۔"
!تو سُن

اپنے کان لگا اور میرے پاس آ۔

سُن، تاکہ تیری جان زندہ رہے، کیونکہ ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے، اور سننا خُدا کے کلام کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔
جہاں انجیل کی منادی کی جاتی ہے، وہاں بکثرت جا، اور جب تُو اُسے سنے، تو انکار نہ کر، بلکہ قبول کر۔

!اے میرے پیارے سننے والے، کاش تُو آج رات ہی انجیل کو قبول کر لے
—یہ سب ایک خول میں بند ہے

بِس بَہی ہے
،یسوع مسیح نے اپنے آپ کو گناہگار کی جگہ رکھ دیا
،اور جو کوئی اُس پر بھروسا کرے
،مسیح نے اپنے آپ کو اُس کی جگہ رکھ دیا
،اور اُس کے گناہ اب اُس کے نہیں رہے
،وہ مسیح پر ڈال دیے گئے
اور مسیح کی راستبازی اُس کی ہو گئی۔

"اگر وہ شرابی رہا ہو تو؟"
ہاں، اگر وہ کتنا ہی گہرا شرابی رہا ہو۔

"اگر وہ کفریہ کلمات بکنے والا رہا ہو؟"
ہاں، ہاں، اگر وہ مسیح پر بھروسا کرے
،تو اُس کی کفر گوئی اُس کے حساب میں نہیں آئے گی
،کیونکہ وہ مسیح پر ڈال دی گئی تھی۔
،مسیح نے صلیب سرخ پر
،جہاں اُس نے اپنا خون بہایا
اُس مرد کی کفر گوئیوں کا دکھ اُٹھایا۔

"!مگر وہ تو آج کی دوپہر تک گناہ میں تھا"
—مجھے پرواہ نہیں، چاہے وہ آخری ساعت تک گناہ میں رہا ہو
،اگر وہ اُسے اور مسیح کی صلیبی قربانی پر اپنی ذات کو ڈال دے
—سادہ، سچے، اور پُرخلوص ایمان کے ساتھ
،تو وہ آ سکتا ہے
،کیونکہ اُس کے گناہ، جو بہت ہیں
سب اُسے معاف کر دیے جائیں گے۔

"کیا وہ پھر ویسا ہی کرے گا جیسا پہلے کرتا تھا؟"
نہیں،
،اگر اُس کے گناہ اُسے معاف کیے گئے
،تو وہ خُدا سے محبت کرے گا
اور اُس قدر محبت کرے گا کہ اُن چیزوں سے نفرت کرے گا
جن سے وہ پہلے محبت رکھتا تھا۔
،وہ اپنے جاموں کو الٹا دے گا
اور اپنی قسموں کو ہمیشہ کے لیے اُگل دے گا۔
،اور وہ اب سے، ہمیشہ کے لیے
،پاکیزگی کی راہوں پر چلے گا
اُس خُدا کی خدمت کرے گا جسے وہ کبھی حقیر جانتا تھا۔

—ہاں، ہاں
،مسیح کی معرفت کے وسیلہ سے ہی انسان راستباز ٹھہرتے ہیں
اور صرف اسی سے۔

،آہ!" کوئی کہتا ہے "
"!کاش میں بھی ایسا ہی راستباز ٹھہرایا جاتا"

تو دیکھ اس آیت کو
"میرے صادق بندہ اپنے علم کے وسیلہ سے بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا۔"
"بہتیروں کو۔"
پھر تُو کیوں نہیں؟

"اے خداوند، کیا نجات پانے والے کم ہیں؟"
اور جواب آتا ہے
"وہ بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا۔"

اُہ! کاش وہ اس تمام جماعت کو راستباز ٹھہرائے
اور کیوں نہیں؟

مسیح کی راستبازی میں وہی بے کنار تاثیر ہے
—جو اُس کے خون میں ہے
،اور وہ نہ صرف بہتیروں کو
،بلکہ جتنے اُسے جانیں اور اُس پر توکل کریں
اُن سب کو خدا کی نظر میں راستباز ٹھہرائے گا۔

اس آیت کا آخری جملہ اس سب کی بنیاد بیان کرتا ہے
"کیونکہ وہ اُن کی بدکرداری اُٹھائے گا۔"

،چند جملے اس پر کافی ہوں گے
کیونکہ یہ بیان اتنا صاف ہے کہ اُسے وضاحت کی حاجت نہیں۔

سبب یہ ہے کہ
،یسوع مسیح گناہ معاف کرنے
—اور نافرمان انسان کو راستباز ٹھہرانے کے قابل ہے
:یہی ہے
کیونکہ اُس نے اُن کی بدکرداری اُٹھائی۔

،میرے پیارے بھائیو اور بہنو
تم جانتے ہو کہ آج کے زمانے میں
یہ خیال بہت پرانا اور جہالت بھرا سمجھا جاتا ہے
،کہ یہ کہا جائے کہ مسیح نے واقعی گناہگاروں کی جگہ لی
،اور کہ اُس نے ہمارے گناہوں کا بوجھ اُٹھایا
—اور کہ ہم اُس کی راستبازی کے وارث ہوئے
لوگ اسے محض ایک بے معنی بات سمجھتے ہیں۔

،مگر چاہے یہ لوگوں کو بے معنی لگے
،یہ بات خود خدا کی ہے
:کیونکہ اُس کے الفاظ یوں ہیں
،میرے صادق بندہ اپنے علم کے وسیلہ سے بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا"
"کیونکہ وہ اُن کی بدکرداری اُٹھائے گا۔"

،پس اگر مسیح نے اُن کی بدکرداری نہ اُٹھائی
تو گناہگاروں کا راستباز ٹھہرایا جانا ناممکن ہے۔
کیونکہ یہی اوپر، نیچے، اور بنیاد ہے
،مسیح کی اُس قدرت کی
—جس سے وہ راستباز ٹھہراتا ہے
کہ اُس نے اُن کے گناہ خود اپنے اوپر لے لیے
جنہیں وہ راستباز ٹھہراتا ہے۔

کچھ حضرات ایسے بھی ہیں
—جو کفارہ کی نئی نئی تعریفیں پیش کرتے ہیں
—نہایت حسین اور فلسفیانہ باتیں
،اور بسا اوقات میں خود بھی اُن سے متاثر ہوا ہوں

—کیونکہ اُن میں بڑی کشش اور چمک دمک ہوتی ہے
مگر اب میں تمہیں اپنی ذاتی گواہی دیتا ہوں

میری روح کو کسی اور کفارہ کے تصور سے
کبھی بھی تسلی نہ ملی
سوائے اس کے
کہ میرے گناہ حقیقتاً مسیح پر رکھے گئے
اور اُس کی راستبازی مجھ پر رکھ دی گئی۔

اور جب تک میں اُس الہی تبدیلی اور بابرکت قائم مقامی پر
کامل ایمان نہیں رکھتا
تب تک مجھے اندرونی سکون نہیں ملتا۔
اور جب تک یہی حال رہے گا
میں اُسی پرانے لنگر سے وابستہ رہوں گا
چاہے باقی سب نئی راہوں کو اختیار کریں۔

اگر مسیح نے واقعی گناہگاروں کے لیے دُکھ اُٹھایا
—تو پھر خُدا عادل ہے کہ گناہگاروں کو سزا نہ دے
اور اگر اُس نے واقعی گناہگاروں کے لیے دُکھ نہ اُٹھایا
تو کوئی کفارہ موجود نہیں
خُدا کی عدالت تسکین نہ پائی
اور گناہگار کے لیے کوئی بنیاد نہیں بچتی
جس پر وہ آرام پا سکے۔

پس اب تُو کیا کہتا ہے، اے سننے والے؟
کیا تُو مسیح کو اُس درخت پر نگاہ سے دیکھ سکتا ہے، جہاں وہ گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہے
اور کیا تُو یہ کہہ سکتا ہے، ”میں اپنا گناہ وہاں رکھتا ہوں“؟

کیا تُو اُسے موت کی سختیوں میں دیکھ سکتا ہے
اپنے باپ کی لاٹھی کے نیچے گُچلا ہوا
—اور یہ کہہ سکتا ہے، ”وہ میرے لیے گُچلا گیا
میں نے اپنے گناہ اقرار کیے
اور انہیں اُس پر ڈال دیا“؟

اگر ایسا ہے
تو تُو مبارک ہے۔
لیکن اگر کوئی تیرے گناہ اُٹھانے والا نہیں
تو یاد رکھ

میں تُو سے التماس کرتا ہوں
کہ تُو مجھے انہیں خود ہی اُٹھانا پڑے گا
اور اگر انہوں نے مسیح کو درد دیا
تو سوچ، وہ تُو سے کیا سلوک کریں گے؟

اے توبہ نہ کرنے والو
اگر وہ گناہ جو مسیح پر ڈالے گئے
اُسے موت تک غمگین کر گئے
تو تمہارے اصلی گناہ تمہارے ساتھ کیا کریں گے
جب تمہیں افسوس کی کڑوی شراب پلائی جائے گی
—اور خُدا تُو کو کنکروں سے دانت چبوانے پر مجبور کرے گا
جب تُو باہر کے اندھیرے میں پھینک دیا جائے گا
جہاں رونا اور دانت پیسنے ہوگا؟

اگر پردہ ہٹایا جائے،
تو شاید ہم آج رات اُن روحوں کی چیخیں سنیں
جو خُدا سے دُور، اُمید کے بغیر نکال دی گئی ہیں۔
ایک گھنٹے کے اندر
یہ تیرا انجام ہو سکتا ہے
!اے نجات نہ پانے والے سننے والے

چند اور سال،
جو پیچھے مڑ کر دیکھنے پر
محض ایک گھڑی کی مانند معلوم ہوں گے
اگر تُو بے توبہ مرے
تو وہی تیرا انجام ہوگا۔

اور اگر تُو آج رات توبہ نہیں کرتا
تو تجھے کل توبہ کرنے کی کیا اُمید ہے؟
دل تاخیر سے نرم نہیں ہوتے۔
روحیں فضل کی تاثیر سے دیر کرنے پر زیادہ متاثر نہیں ہوتیں۔
”مسیح کا کلام ہے،“ ”ابھی۔“
”اُسے شیطان کے لفظ سے نہ ٹال،“ ”کل۔“

یا تجھے خود دُکھ اُٹھانا ہوگا
یا مسیح تیرا ضامن ہوگا۔
پس، کیا ہوگا؟

کیا وہ ہاتھ جو صلیب پر جڑے گئے
یا تیرے ہاتھ جو آگ میں جلیں گے؟
”کیا وہ زبان جس نے کہا،“ ”مجھے پیاس لگی ہے
یا تیری زبان جو پانی کی ایک بوند کے لیے ترسے گی؟
کیا وہ پاؤں جو درخت پر ٹھوکے گئے
یا تیرے اعضا جو ناراستی کے غلام تھے
اور اب قہر الہی میں شریک ہوں گے؟

خُداوند کی حیات کی قسم
جو کبھی مصلوب ہوا
میں تجھ سے التجا کرتا ہوں
کہ یاد رکھ
میں نے آج رات اُس کے نام سے تجھ کو بلایا
کہ اُس کے ساتھ صلح کر
اور اُس پر بھروسہ کر۔

—تیرے لیے نجات کا کوئی اور دروازہ نہیں
ایمان لا اور زندہ رہ۔
کلام یہی فرماتا ہے۔

لیکن اگر تُو اس پر ہنسے
اگر تُو اس کو حقیر جانے
اگر تُو اسے بھلا دے
...یا کسی بھی صورت میں

اگر تیرے کان اُس کے فضل کی زبان سے انکار کریں
اور دل سخت ہو جائیں جیسے ضدی یہودی

—جو بے ایمان نسل ہے
تو خُداوند، انتقام کے لباس میں
اپنا ہاتھ اُٹھائے گا اور قسم کھائے گا
’تُو جس نے میرے وعدہ کیے آرام کو حقیر جانا‘
’’اُس میں تیرا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

’اگر تُو ایمان نہ لائے
تو یہ اِس لیے ہوگا کہ تُو اُس کی بھیڑوں میں سے نہیں
جیسے اُس نے فرمایا۔
مگر یہ نہ سمجھ کہ تُو اُس کے ارادہ کو ناکام کر دے گا
یا خون بہاتے برّہ کو مایوس کر دے گا۔

آہ! نہیں۔
’اگر تُو نہ آئے
تو دوسرے آئیں گے۔
’اگر تُو کشتی نجات سے باہر ہلاک ہو جائے
تو اور لوگ اندر داخل ہوں گے
اور نجات پائیں گے۔
’شاید تیری بیوی
’یا تیرا اپنا بچہ تیار ہو جائے
جبکہ تُو اب بھی انکار کرتا ہے۔

’پس، میں تجھ سے التجا کرتا ہوں
’ذرا رُک جا اِس سبت کی شام
—جب سال تیزی سے گزر رہا ہے
’جب ہم گویا بہار کے دروازے سے ابھی ابھی گزرے ہیں
’جب کلیاں پھوٹ رہی ہیں
—اور پھول کھلنے کو ہیں
’تو کیوں نہ تِرا دل کھلے؟
’تیری جان کیوں نہ کلیوں کی مانند اُبھرے؟
’تیری روح کیوں نہ کوئی اُمید
’کوئی محبت
’کوئی فرمانبرداری
اپنے خداوند کے لیے پیدا کرے؟

آہ! کاش تُو ایسا کرے۔
’جلال اُسی کا ہوگا
’لیکن خوشی تیری ہوگی
’اور وہ خود بھی خوش ہوگا
’جب وہ اپنی جان کی مشقت کا پھل دیکھے گا۔

’کاش، اور میں واقعی چاہتا ہوں
’کہ تم میں سے کچھ لوگ
’آج رات گھر جانے سے پہلے
’خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیں۔
’ممکن ہے تُو اور زیادہ بار گھر واپس نہ جا سکے۔
’یہی وہ آخری بار ہو سکتی ہے
’کہ تُو یہاں آیا ہو۔

’یہ تجھے زمین پر بدحال نہ کرے گا
’بلکہ تیری خوشی بڑھائے گا۔

یہ تجھے جینے میں مدد دے گا
اور مرنے میں سہارا دے گا۔
یہ تیری آنکھوں کو روشن کرے گا
اور تیرے دل کو آرام بخشے گا۔

اور جہاں تک ابدیت کا تعلق ہے
، یہی اُس کی تاریکی کے لیے سچا چراغ ہے
، یہی اُس کے اندھیروں کے لیے سچا نور ہے۔

بغیر مسیح کے تُو کیا کرے گا؟
، اُہ! اُسے پا لے
! اور تُو ابدی طور پر مبارک ٹھہرے گا

آمین۔

مزمور 16-72:1 کی تفسیر — از سی۔ ایچ۔ اسپرژن
سلیمان کے لیے مزمور" — مگر سلیمان سے کہیں عظیم تر کے لیے، یعنی اُس کے لیے جو حقیقی "شاہِ سلامتی" ہے۔"

:آیت 1

اے خُدا، بادشاہ کو اپنی عدالت عطا فرما، اور بادشاہ کے بیٹے کو اپنی صداقت دے۔
پس ایسا مقرر ہوا، اور ایسا ہی پورا بھی ہوا
، کہ یسوع، جو خود بادشاہ بھی ہے اور بادشاہ کا بیٹا بھی
اُسے ہر عدالت اُس کے ہاتھ میں سونپی گئی۔
اور اب، اسی گھڑی، مسیح ہی منصف ہے۔
وہی ہے جو قیمتی کو ردی سے جدا کرتا ہے۔
وہ صیون کے درمیان بادشاہ بن کر بیٹھا ہے۔

:آیت 2

وہ تیری قوم کی صداقت سے عدالت کرے گا
اور تیرے محتاجوں کو انصاف سے نوازیے گا۔
مسیح کی بادشاہی خاص طور پر مسکینوں پر نظر رکھتی ہے۔
وہ جو اکثر انسانوں کے قوانین میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں
— وہ مسیح کے انصاف کا مرکز بن جاتے ہیں
خواہ وہ ظاہری محتاج ہوں یا رُوح کے غریب۔

:آیت 3-4

، پہاڑ لوگوں کے لیے سلامتی لائیں گے
اور چھوٹی پہاڑیاں صداقت کے ذریعے۔
وہ قوم کے غریبوں کا انصاف کرے گا
، محتاجوں کے بچوں کو بچائے گا
اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔
، مسیح کی حکمرانی میں کوئی بڑا چھوٹے کو کچل نہ سکے گا
، نہ ہی طاقتور کمزور پر ظلم کرے گا
بلکہ اُس کے دائیں ہاتھ سے کمزوروں کے حق میں فتح حاصل ہوگی۔

:آیت 5

وہ تجھ سے ڈریں گے جب تک سورج اور چاند قائم ہیں
نسل در نسل۔
کیونکہ مسیح کی سلطنت از سر نو قائم ہوتی رہتی ہے۔
، دشمن کی قوت اُسے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر سکتی
بلکہ ہر ٹکڑا ایک نئی جڑ بن کر پھوٹ نکلتا ہے۔

جیسے کچھ پودے جنہیں جتنا روندنا جائے،
وہ اتنا ہی بڑھتے ہیں،
ویسا ہی معاملہ خُداوند یسوع مسیح کی بادشاہی کا ہے۔
جب تک سورج آسمان پر ہے
اور چاند رات کو نور بخشتا ہے
مسیح کی سلطنت قائم رہے گی۔

:آیت 6

وہ کٹی ہوئی گھاس پر بارش کی مانند نازل ہوگا،
ایسی بارش جیسے زمین کو سیراب کرتی ہے۔
مسیح آگ کی مانند نہ آئے گا کہ جلا ڈالے اور ہلاک کرے
کیونکہ اُس کی سلطنت رحمت اور فضل کی ہے۔
جب گھاس درانتی سے زخمی ہو چکی ہو
تب وہ اُسے تازگی دینے کو اترے گا
تاکہ وہ پھر سے سرسبز ہو۔
وہ زخمی دلوں پر فضل کی باران کے ساتھ آئے گا۔

:آیت 7

اُس کے دنوں میں راستباز پھولے پہلے گا
اور جب تک چاند رہے گا، سلامتی کی فراوانی ہوگی۔
ایسی سلطنتیں رہی ہیں جہاں بدی پڑتی رہی۔
بدترین لوگ کبھی کبھی بادشاہوں کے سایے میں فروغ پاتے رہے۔
لیکن مسیح کی سلطنت میں فقط راستباز ترقی پائیں گے۔
اُس کے اقتدار کا ہر پہلو
راستبازوں کی بھلائی کا باعث ہوگا۔
اور اُس کی سلطنت حقیقی طور پر سلامتی کی ہوگی
”جب تک چاند رہے گا، سلامتی کی کثرت ہوگی۔“

:آیت 8

وہ سمندر سے سمندر تک
اور دریا سے زمین کی انتہا تک سلطنت کرے گا۔
عالمگیر بادشاہی فقط مسیح کو نصیب ہوگی۔
— یہ پانچویں عظیم بادشاہی ہے
اور اس کے بعد کوئی اور نہ ہوگی۔
کوئی بادشاہ یا حکمران ایسا نہ اُٹھے گا
جو پھر سے عالمگیر بادشاہی حاصل کر سکے۔
ہمیں خوف کرنے کی ضرورت نہیں
کیونکہ پانچویں سلطنت خُدا کے مسیح کی ہے
اور دیکھو، وہ اپنی میراث لینے آ رہا ہے۔

:آیت 9

بیابان کے رہنے والے اُس کے سامنے جھکیں گے
اور اُس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔
وہ قومیں جو دُور دراز مقامات میں آباد ہیں
جو آوارہ اور بے ٹھکانہ ہیں
وہ بھی اُس کے حضور سجدہ کریں گی۔
عرب فخر کرتا ہے کہ اُس نے کبھی کسی کو اپنا آقا نہ مانا
یہاں تک کہ فیصر بھی اُس کے ریگستان میں داخل نہ ہو سکا۔
مگر مسیح اُس کا بھی خُداوند ہوگا
اور وہ اُس کا ہونا فخر سمجھے گا۔

:آیت 10

ترسیس اور جزیروں کے بادشاہ نذریں لائیں گے
سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدایا پیش کریں گے۔
—اگر یہ مزمور مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے
—جس میں کوئی شک نہیں
تو ہمیں یقین ہے کہ اُسے ضرور حکمرانی ملے گی۔
دنیا کا اختتام اُس وقت تک نہ ہوگا
جب تک یہ وعدہ حرف بہ حرف پورا نہ ہو۔
مسیح آ سکتا ہے
لیکن تاریخ کا خاتمہ نہ ہوگا
”جب تک“ ترسیس اور جزیروں کے بادشاہ نذریں نہ لائیں۔

:آیت 11-12

ہاں، سب بادشاہ اُس کے حضور جھکیں گے؛
سب قومیں اُس کی بندگی کریں گی۔
کیونکہ وہ محتاج کو اُس کے پکارنے پر چھڑائے گا
اور مسکین کو بھی، اور اُسے جو کوئی مددگار نہیں رکھتا۔
مزمور نگار گویا اسی پر قیام کرتا ہے
—اسی نوٹ مسرت کو اُس کے دل نے پکڑ لیا ہے
—کہ یہ عظیم بادشاہ—سب بادشاہوں سے برتر
نیچوں اور خاکساروں پر نگاہ رکھتا ہے۔
!آئیے، اے عزیزو، ہم اس پر خوش ہوں
مسیح قوم میں سے چُنا گیا اور خُدا کی طرف سے سرفراز ہوا۔
وہ صرف اعلیٰ لوگوں کے نجات دہندہ نہیں
بلکہ پست ترین کے لیے بھی تیار ہے نجات دینے کو۔

اُس کی سلطنت سے ہم کہہ سکتے ہیں
”کوئی نہیں ہے جو یہاں سے خارج ہو“
سوائے اُن کے جو خود کو خارج کریں؛
عالم و فاضل ہوں یا جاہل و بدخو
”!سب کے لیے ہے یہاں خیر مقدم

:آیت 13-14

وہ مسکین و محتاج پر ترس کھائے گا
اور محتاجوں کے جانوں کو بچائے گا۔
وہ اُن کی جان کو مکر اور ظلم سے فدیہ دے گا
اور اُن کا خون اُس کی نظر میں بیش قیمت ہوگا۔
وہ اُن کی جانوں کو بچائے گا نہ صرف فقر سے
بلکہ فریب اور ظلم کی زنجیروں سے بھی رہائی دے گا۔
اور جنہیں دُنیا نے حقیر جانا
وہ اُس کی نظر میں قیمتی ہوں گے جیسے زعفران لبنان۔

:آیت 15

اور وہ جیتا رہے گا
”!لوگ کہتے ہیں، ”اے بادشاہ، تو ابد تک جیتا رہے
یہ تو انسانی بادشاہوں پر صادق نہ آتا
—پر ہمارے بادشاہ پر صادق آتا ہے
”!وہ جیتا رہے گا“

اور اُسے سبا کا سونا دیا جائے گا۔
وہ اس جہاں کی بہترین نعمتوں کا مستحق ہوگا

اور وہ اُسے خوشی سے پیش کی جائیں گی۔
 ہم جو اُس کی محبت کو جانتے ہیں
 ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ ہمارے پاس
 کچھ بھی ایسا نہیں جو اُس کے لائق ہو۔
 لیکن جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے
 ہم اُسے شوق سے اُس کے حضور پیش کرتے ہیں۔

اور اُس کے واسطے دائماً دعا کی جائے گی۔
 —سونے کے ساتھ، دعا کا سونا بھی ہوگا
 یعنی مسیح کے لیے دعا۔
 لیکن ہم اُس کے لیے دعا کیسے کریں؟
 یوں کہ اُسے اپنی مشقت کا پھل ملے
 ،کہ اُس کی بادشاہی آئے
 اور اُس کا نام لوگوں کے دلوں میں محبوب ہو۔

اور ہر روز اُس کی ستائش کی جائے گی۔
 ،وہ دعا پائے گا، سونا پائے گا
 اور تعریف بھی پائے گا۔

:آیت 16

،زمین پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر مٹھی بھر اناج ہوگا
 ،اور اُس کا پھل لبنان کی مانند لرزے گا
 اور شہر کے لوگ زمین کی گھاس کی مانند تر و تازہ ہوں گے۔
 ،یہ تو گندم تھی—نیک بیج
 لیکن مقدار میں فقط مٹھی بھر تھی۔
 ،ایسے ہی دُنیا میں قدیس تھے
 پر گنتی میں بہت تھوڑے۔
 اور وہ کہاں تھے؟
 —پہاڑوں کی چوٹیوں پر
 ،عجیب مقام فصل کے لیے
 جہاں کھیتی کی توقع بھی نہ ہو۔

،خُدا کے بندوں کو زمین کے کناروں میں دھکیل دیا گیا
 ،پیدمونت کی وادیوں میں
 جہاں وہ برسوں تک زندگی کی جنگ لڑتے رہے۔
 ،تمام سرزمینوں میں جو خُدا کے وفادار ٹھہرے
 ،وہ گوشہ نشین کر دیے گئے
 پہاڑوں کی چوٹیوں کی مانند۔
 مگر اُس کا انجام کیا ہوا؟
 اور آگے کیا ہوگا؟
 ”اُس کا پھل لبنان کی مانند لرزے گا۔“

،وہ سنہری گندم جو اپنے بالوں سے مزین
 ،قوت کے ساتھ سیدھی کھڑی ہوگی
 ،وہ باد نسیم میں جھومے گی
 اور اُس کا منظر لبنان کے دیوداروں سے کم نہ ہوگا۔

